بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم طاہر ندیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آنجناب سے فون پر ذکر ہوا تھا کہ خاکسار جمع القرآن کے بارے میں غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب تیار کر رہا تھا تو اس دوران ایسی بہت سی روایات پر نظر پڑی جو نہ صرف یہ کہ باہم متضاد و مخالف نظر آتی ہیں بلکہ قرآنِ کریم کی بے مثال حفاظت کے اسلامی عقیدہ کو بھی کمزور کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ مصاحفِ ابو داؤد، الاتقان، البرہان فی علوم القرآن اور اس نوعیت کی تمام کتابوں کو نظر انداز کرتے ہوئے خاکسار نے سب سے پہلے صحیح بخاری کی جمع القرآن کی روایات کا جائزہ لیا ہے جس کا خلاصہ آنجناب کی خدمت میں تصحیح و رہنمائی کی درخواست کے ساتھ پیش ہے۔ صحیح بخاری (کتاب فضائل القرآن، کتاب التفسیر، کتاب الاحکام، اور کتاب التوحید) میں موجود احادیث میں جمع القرآن کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ واقعات دو ادوار سے تعلق رکھتے ہیں: عہد خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عہد خلافت حضرت عثمانؓ۔ فی الوقت خاکسار صرف عہدِ صدیقیؓ میں جمع القرآن کی روایات پر اپنی معروضات پیش کر رہا ہے۔ خاکسار نے مکرم احسان اللہ دانش صاحب، مربی سلسلہ، کی کتاب ''الذکر المحفوظ'' کا بھی بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ مکرم دانش صاحب نے صحیح بخاری کی جمع القرآن کی روایات پر روایت و درایت کی تفتیش و تحقیق کئے بغیر جو استدلال پیش فرمایا ہے وہ ایک صاحبِ ایمان کے لئے تو کافی ہے لیکن معترضین کے لئے کافی نہیں ہے خصوصًا وہ لوگ جو سلسلہ اسناد و راویان کی بنیاد پر ان پر بحث کرتے ہیں۔

- مکرم دانش صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جنگِ یمامہ میں کثیر تعداد میں حفّاظِ کرام کے شہید ہونے کے باعث کوئی مدرسۃ الحفظ قائم کرنے کی تجویز پیش نہیں فرمائی اور نہ ہی حضرت زیدؓ بن ثابت کی سعی سے مرتب کئے گئے اس نسخہ کی نقول کرنے کی کوشش کی گئی، بلکہ اس تمام سعی کا مقصد ایک ایسا نسخہ مرتب کرنا تھا جس پر تمام صحابہ کرامؓ کی گواہی ہو۔ اس استدلال میں ایک سقم یہ ہے کہ بہت سے جیّد صحابہ کرامؓ اس وقت مدینہ سے باہر تھے جن کی گواہی نہیں لی گئی یا ان کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ان چار صحابہؓ میں سے ایک ہیں جن سے قرآنِ کریم سیکھنے کا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس جمع القرآن کے وقت وہ کوفہ میں تھے اور ان کا احتجاج ریکارڈ پر ہے کہ جب ہم رسول

اللہ ﷺ سے قرآن سیکھ رہے تھے تب زیدؓ اپنے کافر باپ کی صُلب میں تھے۔ اس لئے ان کے مرتب کردہ نسخہ پر ہم کیوں اعتبار کریں اور یہ کہ مجھ سے اس بارے میں مشورہ نہیں کیا گیا اور ایک نوجوان کو اس کام پر مامور کر دیا گیا۔

- اس سلسلہ میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اپنے اس احتجاج میں غلط ہی کیوں نہ ہوں، جس طرح وہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین کو اپنے نسخہ قرآن میں نہ لکھنے کے بارے میں غلط ہو سکتے ہیں لیکن ان کے احتجاج سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ جمع القرآن کے لئے صحابہ کرامؓ کی جس گواہی کا مکرم دانش صاحب نے ذکر کیا ہے اس میں تمام صحابہؓ شامل نہیں تھے خصوصًا وہ صحابہ کرامؓ جو مدینہ سے باہر مختلف شہروں اور ملکوں میں پھیل چکے تھے اور مختلف مہمات میں مصروف تھے۔

- اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ بخاری کی یہ روایت خود اپنی ہی اس حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے چار اصحاب اُبیؓ بن کعب، معاذؓ بن جبل، زیدؓ بن ثابت، اور ابوزیدؓ کا نام لے کر ارشاد فرمایا تھا کہ ان سے قرآن حاصل کرو۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی ﷺ)۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کی موجودگی میں اور اسے جانتے ہوئے بھی ان چار اصحاب کی بجائے عام لوگوں سے قرآن جمع کرنا شروع کر دیا گیا ہو۔

- جب نبی اکرم ﷺ نے اِن چار صحابہؓ سے قرآن سیکھنے کا حکم دیا تھا تو عہدِ صدیقی میں جمع قرآن کے لئے صرف حضرت زیدؓ بن ثابت کو ہی کیوں بلایا گیا اور انہیں یہ کیوں کہا گیا کہ ہمیں تم پر اعتبار ہے اور تم کسی الزام سے متہم نہیں ہو؟ کیا باقی چار صحابہؓ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن جمع کیا تھا اور جن سے قرآن سیکھنے کا خود نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا نعوذ باللہ کسی نہ کسی بات سے متہم تھے؟

- کیا اس روایت کے پس منظر میں شیعہ ہاتھ کا گمان نہیں ہوتا جو غیر محسوس طریقے سے صحابہ کرامؓ کے کردار کو داغدار کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؟

- عہد صدیقیؓ میں قرآن جمع کرتے وقت سورہ توبہ کی آخری دو آیات اور عہد عثمانیؓ میں سورہ احزاب کی ایک آیت نہ ملنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

- اگر مصحف عثمانی کی جمع کے وقت سورۃ احزاب کی آیت نہیں مل رہی تھی تو پھر عہد صدیقی کے وقت بھی نہیں ملی ہو گی۔ اس وقت محض سورۃ توبہ کی گم شدہ آیات کا ہی کیوں ذکر کیا گیا؟

- دونوں مرتبہ گم شدہ آیات جس صحابیؓ سے ملیں ان کا نام شک کے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ انصاریؓ بیان کیا گیا ہے۔

- بخاری کی اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جن صحابیؓ سے سورۃ توبہ کی آخری دو آیات ملی تھیں ان کے نام (خزیمہؓ یا ابو خزیمہؓ) میں شک کس کو پڑا تھا، حضرت زیدؓ بن ثابت کو، عبید بن السباق کو، ابن شہاب الزہری کو یا ان کے بعد کے راویوں کو۔

- شہاب الدین احمد القسطلانی اپنی کتاب "ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری" کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن جزو السابع میں لکھتے ہیں (وأبوخزیمۃ مشہور بکنیتہ لا یعرف اسمہ) یعنی ابو خزیمہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں اور ان کا نام کوئی نہیں جانتا۔

- ہر آیت کے لئے دو گواہوں کی شرط عائد کی گئی تھی لیکن ان دو آیات کے صرف ایک گواہ یعنی حضرت خزیمہؓ یا ابو خزیمہؓ انصاری تھے۔ چنانچہ اس مسئلہ کو یہ واقعہ یاد دلا کر حل کیا گیا کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ چنانچہ ان کی ایک گواہی کو دو کے برابر تسلیم کرتے ہوئے ان آیات کو قبول کر لیا گیا اور انہیں اس مصحف میں، جو عہدِ صدیقیؓ میں جمع و مرتب کیا جا رہا تھا، سورۃ توبہ کے آخر میں درج کر لیا گیا۔

- دلچسپ بات یہ ہے کہ جس واقعہ، یعنی ابو خزیمہ انصاریؓ کے ذوالشہادتین ہونے کو بنیاد بنا کر سورۃ توبہ کی آخری آیات کو قبول کیا گیا اور قرآن کا حصہ تسلیم کیا گیا، اس واقعہ کو امام بخاری نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔ یعنی ان راویوں پر امام بخاری کو اعتماد نہیں تھا جنہوں نے ابو خزیمہ انصاریؓ کو ذوالشہادتین قرار دیئے جانے کی روایت بیان کی۔

- کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ جس شخص کے اصل نام سے لوگ واقف نہیں اسے نہ صرف ذوالشہادتین قرار دیا جارہا ہے بلکہ جمع و نقل القرآن میں اس کا اہم اہم کردار بتایا جارہا ہے؟

- یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ ہر گم شدہ آیت ابو خزیمہ انصاریؓ کے ہاں سے ہی ملتی ہے۔

عبید بن السباق

- بخاری کی اس حدیث کا سب سے پہلا راوی عبید بن السباق ہے جو حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرتا ہے۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں علامہ ابن حجر العسقلانی نے کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن میں اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے عبید بن السباق کے بارے میں لکھا ہے: ''ذکرہ مسلم فی الطبقۃ الأولی من التابعین، لکن لم ار لہ روایۃ عن اقدم من سھل بن حنیف الذی مات فی خلافۃ علی، و حدیثہ عنہ عند ابی داؤد وغیرہ، ولیس لہ فی البخاری سوی ھذا الحدیث، لکنہ کررہ فی التفسیر و الاحکام و التوحید و غیرھا مطولاً و مختصرًا۔'' یعنی مسلم نے ان کا ذکر تابعین کے طبقہ اولیٰ میں کیا ہے لیکن میں نے سھل بن حنیف سے پہلے، جو حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت ہوئے تھے، انہیں کسی سے روایت کرتے ہوئے نہیں پایا اور ان کی حدیث ان سے ابو داؤد وغیرہ میں ہے اور بخاری میں بھی اس کے سوا ان سے کوئی اور حدیث مروی نہیں جسے کتاب التفسیر، کتاب الاحکام اور کتاب التوحید وغیرہ میں کبھی طویل اور کبھی مختصر طور پر دہرایا گیا ہے۔

- علامہ تمنا عمادی صاحب نے اپنی کتاب جمع القرآن صفحہ ۱۲۰ پر عبید بن السباق کا جو تعارف پیش کیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی تاریخ الکبیر میں مذکور ہے کہ ابن سباق ۶۸ برس کی عمر میں ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے تھے اس حساب سے ان

کی پیدائش ۵۰ھ میں بنتی ہے جبکہ حضرت زیدؓ بن ثابت جن سے انہوں نے جمع القرآن کی روایت کی ہے ان کا انتقال ۴۸ھ اور ۵۲ھ کے درمیان ہوا ہے۔ اس حساب سے عبید بن السباق یا تو حضرت زیدؓ بن ثابت کی وفات کے دو سال بعد پیدا ہوئے تھے یا ان کی وفات کے وقت دو سال کے تھے۔ اس طرح ان کی ملاقات بھی حضرت زیدؓ بن ثابت سے ممکن نہیں چہ جائیکہ روایت کرنا۔

- میں نے اپنے طور پر تاریخ کبیر بخاری دیکھی ہے لیکن اس میں مجھے عبید بن السباق کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں ملا۔ علامہ تمنا عمادی صاحب نے بھی غالباً خود سے تاریخ الکبیر للبخاری میں یہ روایت نہیں پڑھی بلکہ شارح ابوداؤد علامہ شمس الحق محدث کے اس حاشیہ پر اعتبار کیا ہے جس میں انہوں نے تاریخ کبیر سے بزعم خود اس بات کو نقل کیا ہے۔

- اس لحاظ سے عبید بن السباق کی شخصیت مشکوک ہو جاتی ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ابن شہاب الزہری کی ذات بھی کچھ کم مشکوک نہیں ہے۔ بہر حال میری درخواست یہ ہے کہ اگر کسی طرح عبید بن السباق کی تاریخ وفات اور عمر کا علم ہو جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کہ آیا ان کی واقعی حضرت زیدؓ بن ثابت سے ملاقات اور روایت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔

- اُسد الغابۃ میں حضرت زیدؓ بن ثابت کے حالات میں لکھا ہے:

''روی عنہ من الصحابۃ: ابن عمر، و ابو سعید، و ابو ہریرۃ، و انس، و سھل بن سعد، و سھل بن حنیف، و عبد اللہ بن یزید الخطمی، و من التابعین: سعید بن المسیب، والقاسم بن محمد، و سلیمان بن یسار، و ابان بن عثمان، و بُسر بن سعید،و خارجۃ، و سلیمان ابنا زید بن ثابت، وغیرھم۔'' یعنی حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرنے والوں میں صحابہ کرامؓ میں سے ابن عمر، ابوسعید، ابوہریرہ، انس، سھل بن سعد، سھل بن حنیف اور عبد اللہ بن یزید الخطمی رضی اللہ عنہم جبکہ تابعین میں سے سعید بن المسیب، قاسم بن محمد، سلیمان بن یسار، ابان بن عثمان، بُسر بن سعید، اور حضرت زیدؓ بن ثابت کے بیٹوں خارجہ اور سلیمان کے نام لکھے گئے ہیں لیکن عبید بن السباق کا نام نہیں درج کیا گیا۔ اس سے بھی جمع القرآن کی ان کی روایت مشکوک ہو جاتی ہے۔

- اسد الغابۃ میں حضرت سھل بن حنیفؓ، جو ۳۸ھ میں فوت ہوئے تھے، کے تذکرہ میں ان سے روایت کرنے والوں میں عبید بن السباق کا نام لکھا ہے۔ گویا وہ صحابی جو ۳۸ھ میں فوت ہوتے ہیں ان سے تو ان کی روایت لکھی ہے لیکن جو صحابی یعنی حضرت زیدؓ بن ثابت جو ۴۰ھ کی دہائی کے آخر میں یا ۵۰ھ کی دہائی کے شروع میں فوت ہوتے ہیں ان کے راویوں میں ان کا نام نہیں لکھا گیا۔

- ابن ابی حاتم اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" میں لکھتے ہیں: "عبید بن السباق روی عن اسامۃ بن زید و سھل بن حنیف و ابن عباس و میمونۃ روی عنہ الزھری سمعت ابی یقول ذلک۔" یعنی عبید بن السباق اسامہؓ بن زیدؓ، سھلؓ بن حنیف، ابن عباسؓ اور میمونہؓ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے الزھری نے روایت کی ہے۔ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا ہے۔ غور کیجئے کہ اس میں عبید بن السباق کا حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

- امام بخاری تاریخ الکبیر میں اس کا حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرنے کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ اپنی صحیح میں حضرت زیدؓ بن ثابت سے اس کی روایت کردہ حدیث درج کر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں: "عبید بن السباق عن سھل بن حنیف و جویریۃ بنت الحارث رضی اللہ عنھما، روی عنہ ابو أمامۃ بن سھل و الزھری و ابنہٗ، حجازی۔" یعنی عبید بن السباق سھل بن حنیف اور جویریہؓ بنت الحارثؓ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابو امامۃ بن سھل اور الزہری اور اس کا بیٹا روایت کرتے ہیں اور یہ حجازی تھا۔

- امام ابی نصر الکلاباذی اپنی کتاب "رجال البخاری" میں عبید بن السباق کے متعلق لکھتے ہیں: "حدث عن زیدؓ بن ثابت روی عنہ الزھری فی التفسیر (براءۃ) فی فضائل القرآن والتوحید وغیرہ۔ اور حاشیہ میں لکھا ہے "السباق: بمھملۃ و موحدۃ شدیدۃ۔ قال خلیفۃ کنیتہ ابو سعید، و ثقہ العجلی۔ وذکرہ مسلم فی الطبقۃ الاولی من تابعی المدینۃ"

- تقریب التہذیب میں عُبید بن السباق کو درجہ ثالثہ کے تابعین میں شمار کرتے ہوئے اس کے بارے میں لکھا ہے: ''بمهملة و موحدة شديدة، المدنى، الثقفى، ابو سعيد: ثقة ، من الثالثة''

- طبقات الکبیر میں اس کا حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرنے کا ذکر نہیں ہے اور صرف اتنا لکھا ہے: ''الثقفى ۔ روى عن سهل بن حُنيف فى المذى و روى عن ابن عباس''

- الذھبی نے اپنی کتاب ''میزان الاعتدال فی نقد الرجال'' میں اس کا ذکر ہی نہیں کیا

خاکسار درخواست گزار ہے کہ درایت و روایت پر مبنی مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں بخاری کی ان روایات کا از سر نو جائزہ لے کر جمع القرآن کے بارے میں ایک محکم نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

والسلام

خاکسار

انصر رضا

مشنری، شعبہ تبلیغ، احمدیہ مسلم جماعت کینیڈا۔

کتابیات:

- ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری از شہاب الدین احمد القسطلانی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری از علامہ ابن حجر العسقلانی جمع القرآن از علامہ تمنا عمادی صاحب۔ تاریخ الکبیر للبخاری۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذھبی۔ طبقات الکبیر از ابن سعد۔ تقریب التہذیب۔ رجال البخاری از ابی نصر الکلاباذی۔ الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم۔ اسد الغابۃ